جناب خواجہ عبدالحمید آف قادیان

قسط نمبر ۴

تاریخِ قادیان

مرزا غلام احمد متنبی قادیان کے دعوائے نبوت کے بعد اس کے بیٹے مرزا البشیر الدین محمود کے دماغ میں قادیان کو ریاست بنانے کا خبط سما چکا تھا۔ لہٰذا اس نے بجائے اپنے تبلیغی مقاصد کو فروغ دینے کے ریاست کی مضبوطی کے ذرائع اختیار کرنا شروع کر دیئے اور مرزائی جماعت کو تبلیغی سانچے میں ڈھالنے کے ساتھ ساتھ سیاسی چالیں شروع کر دیں اور انگریز پرستی کے سایہ میں اپنا سیاسی نظام بھی متوازی حکومت کی طرح بنایا۔

مسلمانوں کا بائیکاٹ:

سب سے پہلے اس نے مسلمانانِ قادیان کے سیاسی بائیکاٹ کی سکیم بنائی، ان سے تجارتی لین دین بھی ختم کیا اور اپنی جماعت کو حکم دیا کہ جس دوکان پر مرزائی انجمن احمدیہ کا بورڈ آویزاں نہ ہو، اس دوکان سے کوئی سودا نہ خریدا جائے۔ اور جو مرزائی اس حکم کی خلاف ورزی کرے، اس کو جرمانہ کیا جاوے۔

اس حکم کو مضبوط کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

"حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے یہ الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔

انہوں نے فرمایا:

ا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔"

(خطبہ مرزا محمود احمد، پسر مرزا غلام احمد، اخبار "الفضل" قادیان جلد ۱۹، نمبر ۱۴، ۳۰ جولائی ۱۹۳۰ء)

۲ - "غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کیلئے دعائے مغفرت جائز نہیں!"
(فتویٰ مفتی سرور شاہ، اخبار "الفضل" ۷ر فروری ۱۹۲۱ء)

ریاست کی خواہش:

"احمدیوں کے پاس چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا نہیں۔ جہاں احمدی ہی احمدی ہوں کم ازکم ایک علاقہ کو مرکز بنالو، اور جب تک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی "غیر مسلمان" نہ ہو، اس وقت تک تم اپنے مطالبہ کے امور جاری نہیں کرسکتے اور نہ ہی اخلاق کی تعلیم ہوسکتی ہے نہ پورے طور پر تربیت کی جاسکتی ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مکہ اور حجاز سے مشرکوں کو نکال دو۔

ایسا علاقہ جب تک ہمیں نصیب نہیں ہوتا جو خواہ چھوٹے سے چھوٹا ہو مگر اس میں "غیر مسلمان" نہ ہو۔ اس وقت تک ہمارا کام مشکل ہے۔ اور اگر یہ نہ ہو تو ہمارا کام اور بھی مشکل ہو جائیگا۔" (خطبہ محمود، "الفضل" مارچ ۱۹۲۲ء)

بادشاہت کا خواب:

"تم اس وقت تک امن میں نہیں ہوسکتے جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔ ہمارے لئے امن کی ایک ہی صورت ہے کہ دنیا پر غالب آجائیں۔" (خطبہ محمود، "الفضل" ۱۷ر اپریل ۱۹۴۰ء)

ساری دنیا ہماری دشمن ہے:

"ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ بعض لوگ، جب ان کو ہم سے مطلب ہوتا ہے تو ہمیں شاباش کہتے ہیں جس سے بعض احمدی خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دوست ہیں، حالانکہ جبتک ایک شخص خواہ وہ ہم سے کتنی ہمدردی رکھنے والا ہو، پورے طور پر احمدی نہیں ہو جاتا ہمارا دشمن ہے۔" (تقریر محمود، ۲۵ر اپریل ۱۹۳۰ء)

قائداعظم کی مخالفت:

"کیا مسٹر جناح، ساری دنیا کے مسلمانوں کے نگران ہوسکتے ہیں اور کیا مسٹر جناح، اسلامی دنیا کے تمام نقائص اور خرابیوں کو دور کرسکتے ہیں؛ کیا مسٹر جناح یا کوئی مسلمان نمائندہ آج پھر ایمان کی پہلی حالت قائم کرسکتا ہے جو کہ قرون اولیٰ کی تھی؟" (اخبار "الفضل" قادیان ۲۲ر اپریل ۱۹۴۰ء)

جب مرزائی جماعت اور اس کے خلیفہ کے یہ متعصبانہ خیالات اور رجحانات ہوں تو پھر قادیانی

کو ریاست بنانے کیلئے اور مسلمانوں یعنی غیروں کو قادیان سے نکالنے کا عملی پروگرام تو ان کے بنیادی مقاصد تھے۔ لہٰذا اس کی ابتدا تو قادیان کے مسلمانوں پر جبر و سختی سے شروع ہوئی تھی۔

چنانچہ اس کی ابتدا بھی مرزائی جماعت نے قادیان سے ہی شروع کی اور مسلمانوں کا تجارتی بائیکاٹ شروع ہوا۔ مسلمان دکانداروں سے خرید و فروخت بندکی اور وہاں کے تجارتی لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ قادیان میں اپنا کاروبار کرنا چاہتے ہیں تو مرزائی جماعت کے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے لائسنس تجارت حاصل کریں۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کا نام ناظر امورِ عامہ قادیان تھا اور یہ ریاست کی ابتدا تھی۔

اس ہوم ڈیپارٹمنٹ کے تحت ایک جنرل پریزیڈنٹ تھا، جس کے تحت ہر محلہ کے پریزیڈنٹ تھے۔ اس کا کام بائیکاٹ کی عملی نگرانی تھی۔

محکمۂ کارِ خاص:

اس کی امداد کے لئے محکمہ کارِ خاص بنایا، جس کے فرائض سیاسی تھے اور ان میں ایک یہ بھی فرض تھا کہ وہ سارا دن بازاروں میں گھوم کر یہ رپورٹیں دے کہ کون سا مرزائی مسلمانوں سے میل جول رکھتا ہے یا ان سے سودا خریدتا ہے، ان کی رپورٹوں پر ان لوگوں کو سزا دی جاتی تھی۔ اس لائسنس کے شرائط ملاحظہ ہوں:

تجارتی معاہدہ

قادیان کی جماعت احمدیہ نے جو معاہدہ ترقی تجارت تجویز کیا ہے، مجھے منظور ہے، میں اقرار کرتا ہوں کہ ضروریاتِ جماعتِ احمدیہ کا خیال رکھوں گا اور نیز جو حکم "ناظر امورِ عامہ" دیں گے، اسکی بلا چون و چرا تعمیل کروں گا۔ نیز جو ہدایات وقتاً فوقتاً جاری ہوں گی، ان کی بھی پابندی کروں گا۔ اگر میں کسی حکم کی خلاف ورزی کروں تو جو جرمانہ تجویز ہوگا وہ ادا کروں گا، میں عہد کرتا ہوں کہ میرا جو جھگڑا احمدیوں سے ہوگا، اس کے لئے امامِ جماعتِ احمدیہ قادیان کا فیصلہ میرے لئے قابلِ حجت ہوگا اور ہر قسم کا سودا احمدیوں سے خریدوں گا۔

معاہدہ کی خلاف ورزی کی صورت میں ۲۰ روپیہ سے لے کر ۸۰ روپیہ تک جرمانہ ادا کروں گا اور بیس۲۰ روپیہ پیشگی جمع کرا دوں گا۔

اگر میرا جمع شدہ روپیہ ضبط ہو جاوے تو مجھے اس کی واپسی کا حق حاصل نہ ہوگا۔ نیز میں عہد کرتا ہوں کہ احمدیوں کی مخالف مجلس میں شریک نہ ہوں گا۔

نقل لائسنس بورڈ

معاہدہ تجارت

مسمی . . . . .

گول مہر

مہر

دستخط ناظر امورِ عامہ
سلسلہ احمدیہ قادیان

جنرل پریزیڈنٹ
انجمن احمدیہ قادیان

ناظرین! آپ غور فرمائیں کہ ریاستی لائسنس کی اجازت انگریزی حکومت نے مرزائی جماعت کو سیاسی غلبہ حاصل کرنے کے لئے کیوں دے رکھی تھی؟؛

پھر جس کے پاس یہ لائسنس نہ ہو، کیا وہ قادیان میں مرزائی جماعت سے کرایہ کی دوکان یا رہائشی مکان حاصل کر سکتا تھا؛

پھر اس پر طرّہ یہ کہ محکمہ کارِ خاص کے والنٹیئر، لائسنس حاصل نہ کرنے والوں کی دوکان پر کھلے بندوں پکٹنگ کرتے تھے کہ کوئی بھول چوک سے بھی کسی غیر مرزائی مسلمان دکاندار سے سودا نہ خرید سکے اور وہ سودا خریدنے والے ہر مرزائی کو روکتے۔ اور بھول چوک سے سودا خریدنے والوں کو ناظر امورِ عامہ جرمانہ کی سزا دیتے تھے۔

کیا یہ ریاست قادیان بنانے کا عملی پروگرام نہ تھا جو انگریزی حکومت کی خدمت کا صلہ تھا؛

محکمہ کارِ خاص کی سرگرمیاں؛

محکمہ کارِ خاص کا سربراہ مرزا محمود خلیفہ قادیان کا برادرِ حقیقی خورد کیپٹن مرزا شریف احمد تھا جس کا بیٹا مرزا ظفر احمد بار ایٹ لا رتھا۔ اس محکمہ کا انچارج مقامی مولوی عبدالعزیز آف بھامڑی تھا۔ جسکو عرفِ عام میں "عزیز بھامڑی" کہتے تھے۔ یہ "عزیز بھامڑی" وہی ہے جس نے ربوہ میں حالیہ فساد کروایا اور کالج کے مسلمان بچوں پر ریلوے سٹیشن ربوہ پر خون ریز حملہ کروایا، جو مرزا ناصر احمد خلیفہ ثالث ربوہ کا یارِ غار ہے اور مرزا ناصر احمد، انجمن خدام الاحمدیہ قادیان کا پریزیڈنٹ تھا۔ سرحدی علاقہ میں مرزائیوں کے جلسہ میں مرزائی والنٹیرز کے نگران اور انچارج ہوتے تھے۔ محکمہ کارِ خاص کے

ملازمین سفید کپڑوں میں، صبح شام ریلوے سٹیشن قادیان پر خصوصی فرائض سرانجام دیتے تھے۔ باہر سے آنے والے مسافروں کی نگرانی کرتے، ان سے اتہ پتہ پوچھتے اور فوراً آکر محکمہ میں رپورٹ دیتے۔ جس طرح حکومت برطانیہ کی سی۔ آئی۔ ڈی، ریلوے سٹیشن قادیان پر فرائض سرانجام دیتی تھی۔

محکمہ کارِ خاص کے کچھ کارکن بٹالہ ریلوے سٹیشن تک جاتے اور نئے مسافروں کی ہر طرح سے خبرگیری رکھتے۔ اور ہر طریق پر جاسوسی کرتے۔ یہ سب ہتھکنڈے نئے مسافروں کو مرعوب کرنے کے لئے ہوتے یا مرزائی جماعت کے رعب و دبدبہ سے کوئی ان کی مخالفت نہ کرے۔ اور وہ مسافر جس گھر میں جاکر قیام کرتے، ان کا پتہ نوٹ کرکے اپنے سربراہ کو اطلاع دیتے۔ علاقہ میں ہر قسم کے جلسے جو مرزائیوں کی طرف سے یا ان کے خلاف ہوں، کی بھی ڈائری نوٹ کرتے۔ غرضیکہ یہ محکمہ ہر طرح برطانوی محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی کی طرح چاک و چوبند رہتا اور رپورٹیں لاتا کہ کونسا مرزائی ہندوؤں یا مسلمانوں سے میل ملاقات رکھتا یا کسی طرح بھی ان کی پرائیویٹ مذہبی یا سیاسی سوسائٹی میں شریک ہوتا ہے۔ مولوی عبدالعزیز بھامڑی کے علاوہ مولوی ظفر محمد، مولوی فاضل، مولوی نذر محمد، گل نور پٹھان، ابراہیم ناشکی شاعر احمدیت و مولوی عبدالرحمٰن عرف مولوی جٹ بھی اس محکمہ کے خصوصی امدادی کارکن تھے۔

نیشنل لیگ کا قائداعظم:

اس کارخاص کے علاوہ، احمدیہ نیشنل لیگ کا سیاسی محکمہ تھا جو اس کارخاص کی برانچ تھا اور احمدیہ کور بھی اس کی برانچ تھی۔

نیشنل لیگ کے سربراہ کو قائداعظم کے الفاظ سے خطاب کرتے تھے جو سر ظفر اللہ خاں کا بھائی چوہدری اسداللہ خاں بیرسٹر تھا اور محمد صادق شبنم سیکرٹری تھا۔ احمدیہ کور کا انچارج محمد حیات سرمہ فروش تھا جو کور کمانڈر کہلاتا تھا۔ اس کور کے الفاظ کوڈ ورڈ (CODE WORD) ہوتے تھے۔

اس طرح قادیان کے قصبہ پر مرزائی جماعت نے متوازی حکومت قائم کر رکھی تھی تاکہ مخالفین پر سیاسی دباؤ ڈال کر یا ان کو مرزائی بنایا جاسکے یا ان کو قادیان بدر کیا جاسکے۔ یہ لوگ بائیکاٹ کے ہر طرح سے انچارج تھے۔

چنانچہ حبیب الرحمٰن عرف خان کابلی کو قادیان بدر کیا گیا، اس کو قادیان میں آنے کی

اجازت نہ تھی۔

مولوی عبدالکریم مباہلہ بھی قادیان بدر کیا گیا۔

ان لوگوں سے پہلے اخبار "الفضل" قادیان کے ایڈیٹر محفوظ الحق علمی اور مہر محمد شہاب سب ایڈیٹر مولوی اللہ دتہ ہیڈ ماسٹر مبلغ کو بھی قادیان بدر کی سزا دی گئی اور ان کو جان بچانے کے لئے وہاں سے بھاگنا پڑا۔ چنانچہ یہ لوگ بہائی مذہب اختیار کر گئے۔

شاعران احمدیت :

مرزائی جماعت میں ایک ٹولہ مخصوص شاعروں کا بھی تھا۔ جو مرزائی جماعت کی حمایت میں اسلام کے خلاف بد زبانی کرتے اور مسلمانوں کے بزرگوں کی شان میں گستاخانہ نظمیں بناتے، جن میں خصوصی طور پر قاضی اکمل، رحمت اللہ شاکر، روشن الدین تنویر، ثاقب زیروی، حسن رہتاسی، ڈاکٹر منظور رسالوالی، حافظ سلیم اٹاوی، ابراہیم عاجز ماشکی، میر قاسم علی، قابل ذکر ہیں۔

قاضی اکمل کے اشعار نمونتہً ملاحظہ ہوں جو اس نے غلام احمد متنبی کی شان میں لکھے ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ! !
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں !

(معاذ اللہ، نقلِ کفر کفر نہ باشد۔ ناقل)

اس قسم کی ناقابلِ برداشت اور دل آزار نظمیں لنگر خانہ میں مشاعرے کرواکر پڑھی جائیں اور مرزائی جماعت اور ان کے نام نہاد "مقدسین" ان کی داد دیتے اور انعام واکرام سے نوازتے۔

اور یہ سب انگریزی حکومت کے کھونٹے پر ناچ تھا۔

لنگر خانے :

مرزائی جماعت کے دو لنگر خانے تھے، ایک حکام کیلئے، ایک عوام کیلئے۔ حکام ضلع گورداسپور یا پنجاب، جو وقتاً فوقتاً کسی بھی وجہ سے قادیان آتے، محکمہ کارِ خاص فوراً محکمہ امور میں اطلاع دیتا، ان کے لئے کھانا اعلیٰ قسم انگریزی یا دیسی طرز پر تیار کروایا جاتا اور اعلیٰ قسم کے

(باقی برصفحہ ۱۶)